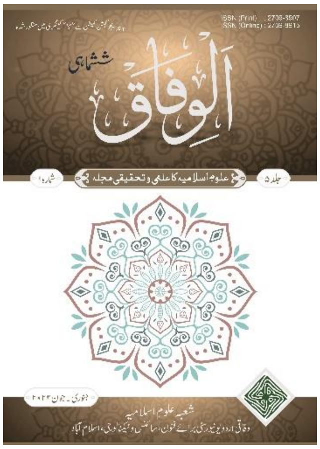

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Article

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ کی پیش گوئی اور مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of the Orientalists' Objections Regarding the Quranic Prediction of Dominance of the Roman Empire

Indexing

Authors
Hafiz Muhammad Hassaan Saeed[1],
Muhammad Umair Raouf [1]

Affiliations
[1] Department of Islamic Studies,
Virtual University of Pakistan.

Published
30 June 2022

Article DOI
https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u7

QR Code

Citation
Hassaan Saeed, Muhammad, Hafiz, and Umair Raouf, Muhammad, *"A Critical Study of the Orientalists' Objections Regarding the Quranic Prediction of Dominance of the Roman Empire"* Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 111–126

Copyright Information:

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ کی پیش گوئی اور مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ
A Critical Study of the Orientalists' Objections Regarding the Quranic Prediction of Dominance of the Roman Empire © 2022 by Hafiz Muhammad Hassaan Saeed, & Muhammad Umair Rauf is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information:
Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّومُ کی پیش گوئی اور مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of the Orientalists' Objections Regarding the Quranic Prediction of Dominance of the Roman Empire

*حافظ محمد حسان سعید

** محمد عمیر رؤف

ABSTRACT

In the Holy Qur'an, Allah Almighty has predicted some events and incidents going to happen in the future. These predictions (Domination of the religion Islam, Attainment of Hudaybiyyah treaty and acquisition of booty, Compilation, and interpretation of the Holy Qur'an) are considered the miracle of the Holy Qur'an. The prediction of "Victory and Domination of Roman Empire over the Persians" is one of such prophecies of the Holy Qur'an which was fulfilled within the period mentioned in the Holy Qur'an and so, deserves to be called a miracle of the Holy Qur'an. This clearest prophecy of the Holy Qur'an has been the subject of research by Western scholars. Well-known western researcher Edward Gibbon has acknowledged this Qur'anic prophecy and acknowledged that it was fulfilled at a time when conditions did not seem to be right. However, some Orientalists such as J.M. Rodwell, Michael Bonner, and E. M. Wherry, etc. have objected to this clear and important prediction and have sought to cast doubt on its status. In this article, the objections of the Orientalists have been critically examined and refuted on the basis of Ahadith and the opinions of Muslim scholars.

KEYWORDS

Critical, Prediction, Prophecy, Orientalist, Roman Empire, Persian Empire.

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اس دنیا میں جتنے بھی انبیائے کرام کو مبعوث کیا، ان کو حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق عملی معجزات عطا کیے، جو ان کی رب العالمین سے وابستگی کا یقینی ثبوت تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے نمرود کی آگ کو گلزار بنانا، نمرود اور اس کی قوم کے لیے ایک بہت بڑا معجزہ تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو اہم عملی معجزہ عطا کیا گیا وہ یہ تھا کہ ان کے عصا کو اژدھا بنا کر ساحروں کے سامنے پیش کیا جس سے

---

*انسٹرکٹر، شعبہ علوم اسلامیہ، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان

**انسٹرکٹر، شعبہ علوم اسلامیہ، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان

ان کی جادو گری کا خاتمہ ہوا۔ لیکن یہ تمام معجزات ان کے دنیا سے رخصت ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔ حضرت محمد ﷺ چوں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اس لیے ان کی رسالت کا دائرہ کار بھی آفاقی اور عالمگیر رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جہاں دیگر انبیاء کی طرح عملی معجزات عطا کیے، وہیں ایک علمی معجزہ بھی عطا کیا جو آج بھی موجود ہے اور تا قیامت موجود رہے گا۔ وہ معجزہ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید ایک ایسا علمی اور کلامی معجزہ ہے جس کو لکھنے اور جس کی مثل پیش کرنے سے بنی نوع انسان عاجز رہے ہیں۔ قرآن مجید کے اعجاز اور منزل من اللہ ہونے کے بارے خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما من الانبياء نبي إلا اعطي من الآيات ما مثله، اومن او آمن عليه البشر، وإنما كان الذي اوتيت وحيا اوحاه الله إلي، فارجوا أني اكثرهم تابعا يوم القيامة".[1]

"پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اِس قدر معجزات عطا کئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے، لیکن جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جس کو باری تعالیٰ نے مجھ پر اُتارا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔"

علامہ بوصیریؒ (م:۶۹۶ھ / ۱۲۹۵ء) نے اسی بات کو ایک شعر میں خوب صورت انداز میں یوں سمو دیا ہے:

"دامت لدينا ففاقت كل معجزة　　　من النبيين اذ جاءت ولم قدم"[2]

"معجزہ (قرآن) ہمارے پاس موجود ہے، یہ معجزہ دوسرے انبیاء کے معجزات سے بڑھ گیا اس لیے کہ وہ معجزے وجود میں ضرور آئے لیکن باقی نہ رہے۔"

بلاشبہ پوری دنیا کے مسلمان اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ کتاب ایک معجزہ ہے جو نبی کریم ﷺ کو نبوت کی دلیل کے طور پر عطا کیا گیا اور چوں کہ نبی ﷺ قیامت تک کے لیے نبی ہیں۔ اس لیے یہ سند نبوت بھی قیامت تک کے لیے معجزہ ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز اور وجوہِ اعجاز کے سلسلے میں علمائے کرام کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ بعض علماء موضوع و مقصد کی بلندی و پاکیزگی کو بنیاد بنا کر اسے ہی قرآن مجید کی اصل وجہِ اعجاز قرار دیتے ہیں تو بعض کے نزدیک نیرنگیِ مضامین و مطالب اور پیش گوئیوں کی موجودگی اسے اعجاز کے اعلیٰ مرتبے تک لے جاتی ہے۔ اور بعض ادباء دل کش فصاحت، پر زور طرز استدلال اور حیرت انگیز بلاغت کو ہی سبب اعجاز قرار دیتے ہیں۔ گویا قرآن مجید کے وجوہ اعجاز کا احاطہ کرنا استطاعت بشری سے خارج ہے۔ اسی لیے مسلم علماء اور مفسرین کی ایک بڑی تعداد یہی موقف رکھتی ہے کہ اعجاز القرآن کی تعبیر و توضیح کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ بندار بن حسین الفارسی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم دین تھے۔ جب ان سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مجید کا اعجاز کس بات میں مضمر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سوال تو یونہی ہے جیسے دریافت کیا جائے کہ کسی انسان میں انسانیت کا جوہر کہاں ہے؟ اسی طرح قرآن کریم کی کوئی بات

بھی معجزے سے کم نہیں۔ کتاب الٰہی کے اغراض و مقاصد اور اسرار و حکم کا احاطہ کرنا استطاعت بشری سے خارج ہے۔ اس لیے اعجاز القرآن کا ادراک تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کی تعبیر و تفسیر ممکن نہیں۔[3]

شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م۔ ۱۱۷۵ھ / ۱۷۶۲ء) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں قرآن مجید میں اعجاز کے درج ذیل چار وجوہ بیان کیے ہیں:

۱۔ اسلوبِ بدیع

۲۔ گذشتہ تواریخ اور امم سابقہ کا تذکرہ

۳۔ پیش گوئیوں کی موجودگی

۴۔ بلاغت کا وہ مرتبہ جو انسانی طاقت سے باہر ہے۔[4]

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی، دین کے غلبے کی پیش گوئی، صلح حدیبیہ و غنائم کے حصول کی پیش گوئی، قرآن مجید کی جمع و اشاعت اور تبیین کی پیش گوئی و دیگر پیش گوئیاں قرآن مجید کا اہم ترین اعجاز ہے، اس لیے کہ جن حالات میں یہ پیش گوئیاں کی گئیں اور جس طرح ان کا ظہور ہوا، اس لحاظ سے قرآن مجید دیگر کتب سے منفرد اور اعجازی وصف کی حامل کتاب قرار پائی ہے۔ قرآن مجید میں موجود پیش گوئیوں میں بظاہر اعجاز کے دو پہلو نمایاں ہیں۔

۱۔ بظاہر ناموافق حالات میں ان بعید از عقل اور اہم واقعات کی خبر و اطلاع

۲۔ اس اطلاع کے عین مطابق ان کا ظہور اور وقوع

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال کا ایک طویل عرصہ اس بات کی گواہی دے گا کہ قرآن مجید میں موجود تمام پیشین گوئیاں حرف بہ حرف اور ہو بہو پوری ہوئیں۔ قرآن مجید کی تمام پیش گوئیوں کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن غلبہ ٔروم کی پیش گوئی کہ ایک چھوٹی اور شکست خوردہ سلطنت ایک متعین وقت کے اندر اندر عظیم الشان سلطنت پر غالب آجائے گی اس قدر محیر العقول تھی کہ مخالفین قرآن نے اس پر شرط لگائی اور بعد میں شرط ہارے۔ اس مقالے میں غلبہ روم کی پیش گوئی کا پس منظر، مسلم مفسرین کا اس بارے نقطہ نظر اور اس کے ساتھ ساتھ مستشرقین نے اس اہم ترین پیش گوئی پر جو اعتراضات وارد کیے ہیں مستند مسلم مفسرین، علماء اور محققین کی آراء کی روشنی میں ان اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جواب دیا گیا ہے۔

غلبہ ٔروم کی پیش گوئی کا پس منظر

بعثت اسلام کے وقت روم و فارس کی حکومتیں عرب کے دونوں پہلوؤں میں تھیں۔ ایران کے حکمران کا نام خسرو اور روم کے فرماں روا کا نام ہرقل تھا۔ ان دونوں سلطنتوں میں وقفے وقفے سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ بعثت

نبوی ﷺ کے پانچویں سال یعنی 613ء میں ان دونوں سلطنتوں میں ایک خون ریز جنگ شروع ہو گئی۔ گو کہ ان دونوں سلطنتوں میں سے کسی ایک سلطنت نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ تاہم رومی حضرت عیسیٰؑ کے پیرو اور اہل کتاب تھے، جب کہ فارس کے عقائد مشرکین مکہ کے عقائد سے مطابقت رکھتے تھے۔ اس لیے فطری طور پر مسلمانوں کو رومیوں کے ساتھ اور مشرکین مکہ کو ایرانیوں کے ساتھ ہمدردی تھی۔ یہی وجہ تھی مکہ کے مسلمانوں اور مشرکین کو اس جنگ کے نتیجے کا شدت سے انتظار تھا۔ اس جنگ میں ایرانی رومیوں پر غالب آگئے جس کی وجہ سے رومی سلطنت میں ہر جگہ حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کے بجائے آگ اور سورج کی جبری پرستش کو رواج دیا گیا۔ جب اس جنگ کا نتیجہ مکہ والوں پر ظاہر ہوا تو مسلمانوں کو رنج اور کفار کو مسرت ہوئی۔ ایرانیوں کے رومیوں پر غالب آنے کے بعد مشرکین مکہ مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کرتے کہ جس طرح ہمارے ایرانی بھائی رومیوں پر غالب ہوئے ہیں اسی طرح اگر ہم تم سے لڑے تو ہم تم پر بھی غالب آجائیں گے۔[5]

جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دینے شروع کیے تو مسلمان گھبرا گئے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

"الم۔ رومی لوگ قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں، اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند ہی سالوں میں۔ سارا اختیار اللہ ہی کا ہے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور اس دن ایمان لانے والے اللہ کی دی ہوئی فتح سے خوش ہوں گے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، فتح دیتا ہے اور وہی صاحبِ اقتدار بھی ہے، بڑا مہربان بھی۔ یہ اللہ کا کیا ہوا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

تمام مفسرین اور علماء کا اتفاق ہے کہ سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین مکہ مسلمانوں پر بدترین ظلم ڈھا رہے تھے۔[6] گویا یہ آیات پیش گوئی کے ساتھ ساتھ کلام مجید کی صداقت اور منزل من اللہ ہونے کی بھی واضح طور پر گواہی دے رہی ہیں، جیسا کہ علامہ زمخشری تحریر کرتے ہیں:

"وهذه الآية من الآيات البينة الشاهدة على صحة النبوّة، وأن القرآن من عند الله لأنها انباء عن علم الغيب الذي لا يعلمه إلا الله۔"[7]

"یہ آیت ان واضح آیات میں سے ایک ہے جو قرآن مجید کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں، کہ یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے، کیونکہ یہ غیب کے علم کے بارے میں خبر ہے، جسے خدا صرف جانتا ہے"

ان آیات میں بیان کی گئی پیش گوئی چونکہ واقعات کے لحاظ سے ناقابل یقین تھی اسی لیے کفار مکہ نے اس کے صحیح ہونے کی صورت میں کئی اونٹوں کے ہارنے کی مسلمانوں سے شرط لگائی۔ جیسے کہ اس بارے علامہ ابن کثیرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب ان آیات کا نزول ہوا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان آیتوں کو سن کر مشرکین کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ "اپنی اس فتح پر نہ اتراؤ یہ عنقریب شکست سے بدل جائے گی اور ہمارے بھائی اہل کتاب تمہارے بھائیوں پر غالب آئیں گے۔ اس بات کا یقین کر لو اس لیے کہ یہ میری بات نہیں بلکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ہے"۔ یہ سن کر اُبی بن خلف کھڑا ہو کر کہنے لگا اے ابوالفضل تم جھوٹ کہتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے"۔ اس نے کہا اچھا میں دس دس اونٹنیوں کی شرط باندھتا ہوں۔ اگر تین سال تک رومی فارسیوں پر غالب آ گئے تو میں تمہیں دس اونٹنیاں دوں گا ورنہ تم مجھے دینا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط قبول کر لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے آکر اس کا ذکر کیا تو، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے تین سال کا نہیں کہا تھا۔ (بِضۡعٌ کا لفظ قرآن میں ہے اور تین سے نو تک بولا جاتا ہے) جاؤ اونٹنیاں بھی بڑھا دو اور مدت بھی بڑھا دو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے جب اُبی کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا شاید تمہیں پچھتاوا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو! میں تو پہلے سے بھی زیادہ پر تیار ہو کر آیا ہوں۔ آؤ مدت بھی بڑھاؤ اور شرط کا مال بھی زیادہ کرو۔ چنانچہ ایک سو اونٹ مقرر ہوئے اور نو سال کی مدت ٹھہری اسی مدت میں رومی فارس پر غالب آ گئے اور مسلمان قریش پر چھا گئے۔[8]

مذکورہ آیات کے نزول بارے اسی سے ملتی جلتی ایک روایت سنن ترمذی میں موجود ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (الم. غُلِبَتِ الرُّومُ. فِي أَدْنَى الأَرْضِ...) قَالَ غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّومِ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ أَوْثَانٍ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ لأَنَّهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ فَذَكَرُوهُ لأَبِي بَكْرٍ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " أَمَا إِنَّهُمْ سَيَغْلِبُونَ " . فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ أَجَلاً فَإِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَجَعَلَ أَجَلَ خَمْسِ سِنِينَ فَلَمْ يَظْهَرُوا فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ " أَلاَ جَعَلْتَهُ إِلَى دُونِ - قَالَ أُرَاهُ الْعَشْرِ " قَالَ سَعِيدٌ وَالْبِضْعُ مَا دُونَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدُ . قَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى : (الم. غُلِبَتِ الرُّومُ) إِلَى قَوْلِهِ: (يفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ. بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ) قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ۔ "[9]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت « الم غلبت الروم في أدنى الأرض » کے بارے میں کہتے ہیں: «غَلَبَتْ » اور «غُلِبَتْ » دونوں پڑھا گیا ہے، کفار و مشرکین پسند کرتے تھے کہ اہل فارس روم پر غالب آ جائیں، اس لیے کہ کفار و مشرکین اور وہ سب بت پرست تھے جب کہ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی اہل فارس پر غالب آ جائیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب تھے، انہوں نے اس کا ذکر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے، آپ نے فرمایا: "وہ (رومی) (مغلوب ہو جانے کے بعد پھر) غالب آ جائیں گے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جا کر انہیں یہ بات بتائی، انہوں نے کہا: (ایسی بات ہے تو) ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت متعین کر لو، اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں تم اتنا اتنا دینا، اور اگر تم غالب آ گئے (جیت گئے) تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے۔ تو انہوں نے پانچ سال کی مدت رکھ دی، لیکن وہ (رومی) اس مدت میں غالب نہ آ سکے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ آپ نے فرمایا: "تم نے اس کی مدت اس سے کچھ آگے کیوں نہ بڑھا دی؟" راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ کی مراد اس سے دس (سال) تھی، ابو سعید نے کہا کہ « بضع » دس سے کم کو کہتے ہیں، اس کے بعد رومی غالب آ گئے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے قول « الم غلبت الروم » سے « ويومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله ينصر من يشاء » تک کا یہی مفہوم ہے، سفیان ثوری کہتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ وہ (رومی) لوگ ان پر اس دن غالب آئے جس دن بدر کی جنگ لڑی گئی تھی۔

بعض مفسرین اور محققین کے مطابق ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو پیش گوئیوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ غلبۂ روم کی پیش گوئی

۲۔ مسلمان چند سالوں میں کافروں پر غالب آ جائیں گے۔

قاضی سید سلیمان منصور پوریؒ غلبۂ روم کی پیش گوئی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہاں الفاظ قرآنیہ بشارت در بشارت پر مشتمل تھے (ہیں) یعنی یہ بھی بتایا گیا تھا کہ مومنین کو بھی اسی روز نصرت الٰہی حاصل ہو گی۔ ایسا ہی ہوا اُدھر اہل کتاب نے آتش پرستوں پر فتح حاصل کی اور اِدھر بدر کے میدان میں اہل توحید کو اہل مشرک پر غلبۂ تام حاصل ہوا۔"[10]

اسی طرح برصغیر کے معروف مفسر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک پیش گوئی کا ذکر نہیں کیا بلکہ دو پیش گوئیوں کو بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات میں دو پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ پہلی پیش گوئی فارس اور روم کی سلطنتوں کے متعلق تھی یعنی رومی فی الحال اگرچہ مغلوب ہیں مگر چند سالوں میں یعنی نو سال کے اندر اندر رومی فارسیوں پر غالب آ جائیں گے اس پیش گوئی سے مسلمانوں کو ایک قسم کی ڈھارس بندھ گئی اور یہ پیش گوئی کوئی معمولی پیش گوئی نہ تھی اس کا تعلق دنیا کی سب سے بڑی دو سلطنتوں سے تھا پھر یہ کہ پیش گوئی ظاہر حالت کے بھی خلاف تھی جو کسی کے عقل میں نہیں آ سکتی تھی اس لیے کہ روم کی سلطنت فارس کی سلطنت کے مقابلے میں چھوٹی تھی اور جدید اور حادث بھی تھی اور فارس کی سلطنت بہت بڑی تھی اور بہت قدیم تھی ہزار ہا سال سے ایک ہی خاندان میں چلی آ رہی تھی، خزانے معمور تھے اور لشکر کی کوئی انتہا نہ تھی لہذا ایسی عظیم الشان سلطنت کے متعلق یہ پیش گوئی کرنا کہ ایک چھوٹی اور شکست خوردہ سلطنت سے عظیم الشان سلطنت مغلوب ہو جائے گی کوئی معمولی پیش گوئی نہیں بلکہ بہت بڑی پیش گوئی ہے، پھر پیش گوئی بھی ایسی کہ جو بالکل واضح اور صاف ہے جس میں کسی قسم کا اجمال اور ابہام نہیں اور نجومیوں کی پیش گوئی کی طرح گول نہیں۔ پھر سیغلبون پر سین داخل کر کے اس کے قرب کو بتلا دیا کہ عنقریب رومی غالب آ جائیں گے۔ پھر بضع سنین کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ نو سال کے اندر اندر ایسا ہو جائے گا۔ دوسری پیش گوئی حق تعالیٰ نے مسلمانوں کے متعلق فرمائی کہ چند سال میں مسلمان منظور و مظفر ہوں گے اور کافروں پر غالب آ جائیں گے اس طرح مسلمانوں کو فتح اور نصرت نصیب ہونے کی بشارت دے دی۔"[11]

قرآن مجید کی اس واضح ترین پیش گوئی پر مسلم مصنفین کے ساتھ ساتھ ایک غیر مسلم امریکی محقق اور مورخ ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) ان آیات کی سچائی سے متحیر ہو کر یہ لکھنے پر مجبور ہوا:

"قرآن مجید کی اس پیش گوئی کے بعد بھی سات آٹھ برس تک حالات ایسے تھے کہ کوئی شخص یہ تصور تک نہ کر سکتا تھا کہ رومی سلطنت ایران پر غالب آ جائے گی، بلکہ غلبہ تو درکنار اس وقت تو کسی کو یہ امید بھی نہ تھی کہ اب یہ سلطنت زندہ رہ جائے گی"[12]

غلبۂ روم کی پیش گوئی اور مستشرقین کے اعتراضات

قرآن مجید کی پیش گوئی کہ نو سال کے اندر اندر روم فارس پر غلبہ پالے گا اور اس کا متعین وقت کے اندر اندر پورا ہو جانا ایسا بے مثل معجزہ ہے کہ جس میں اختلاف کی گنجائش ہی موجود نہیں ہے، اس لیے کہ یہی پیش گوئی تھی جس نے اس وقت کے بدترین کفار اور معاندین کو بھی حیرت میں ڈال دیا تھا اور وہ قرآن کی حقانیت کے معترف ہو گئے تھے اور

حدیث کے مطابق پیش گوئی کے پورا ہونے کے بعد کئی غیر مسلموں نے اسلام بھی قبول کر لیا تھا لیکن مستشرقین نے قرآن مجید کی اس واضح ترین پیش گوئی کو تسلیم کرنے کی بجائے غیر مستند، ضعیف اور شاذ روایات کو بنیاد بنا کر اس کی حقانیت کو ختم کرنے کی مذموم کوشش کی۔ سورۃ الروم کی ابتدائی آیات جن میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے پر برطانوی مستشرق روڈویل یہ اعتراض اٹھاتا ہے کہ چوں کہ ابتداء میں قرآن مجید اعراب کے بغیر لکھا گیا تھا اس لیے غلبۂ رُوم کی پیش گوئی کا تعلق پڑھنے اور سنانے والے پر ہے کہ وہ "غلبت" کے اعراب کو کیسے ادا کرتا ہے، یعنی وہ اس لفظ کے اعراب کو مجہول ادا کرتا ہے یا معروف۔ وہ لکھتا ہے:

> "This alludes to the defeat of the Persians by Heraclius in 625. The Muhammadans appeal to this passage as a clear proof of the inspiration of their prophet. But it should be borne in mind that the vowel points of the consonants of the Arabic word for defeated in Verse I not being originally written, and depending entirely on the speaker or reader, would make the prophecy true in either event, according as the verb received an active or passive sense in pronunciation. The whole passage was probably constructed with the view of its proving true in any event."[13]

اسی طرح مستشرق مائیکل بونر(Michael Bonner) اس بات کو تو تسلیم کرتا ہے کہ سورۃ الروم کی ابتدائی آیات ایرانیوں کی شام کے خلاف فتح سے تعلق رکھتیں ہیں، لیکن ان آیات میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ وہ فتح کب اور کیسے ہو گی؟

> "The opening Verse of Q30, Surat al-R'um thus refers to Persian successes in Syria in the 610s, although it is not clear precisely when and where."[14]

معروف مستشرق ای۔ ایم۔ ویری(E M Wherry)اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> "That this prophecy was exactly fulfilled the commentators fail not to observe, though they do not exactly agree in the accounts they give of its accomplishment, the number of years between the two actions being not precisely determined. Some place the victory gained by the Persians in the fifth year before the Hijra and their defeat by the Greeks in the second year after it, When the battle of Badr was fought; Others place the former in the third or fourth year before the

> Hijra and the latter in the end of the sixth or beginning of the seventh year after it, When the expedition of Hudaibiah was undertaken." [15]

یعنی قرآن مجید میں غلبہ رُوم کی پیش گوئی کے بارے مفسرین یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ یہ پیش گوئی کب پوری ہوئی۔ اس لیے کہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ پیش گوئی غزوۂ بدر یعنی ۲ ہجری کو پوری ہوئی اور بعض کے نزدیک صلح حدیبیہ یعنی ۷ ہجری کو پوری ہوئی۔ اسی طرح ایک مغربی سکالر (Nadia Cheikh) سورۃ الروم میں غلبہ رُوم کے بارے لکھتی ہے کہ مسلم مفسرین پر یہ بات لازم ہے کہ اس کی وضاحت کریں کہ ان آیات میں "یفرح" سے کب خوشی منانا مراد ہے؟

> "Save the "Prophecies" aspect of these verses was one of the commentator's essential tasks. The fulfillment of the prophecy partially hinged on the explanation of the believers "rejoicing". Thus, those departing from the traditional interpretation made the fulfillment of the prophecy one of the basic explanations for this "rejoicing". [16]

مستشرقین کے اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

غلبہ رُوم کی پیش گوئی کے بارے مستشرقین کے تنقیصی رویے کا جائزہ لیں تو بنیادی طور پر دو نکات ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں غلبہ رُوم کی جو پیش گوئی کی گئی ہے اس کے اعراب میں اختلاف ہے۔

۲۔ واضح نہیں ہے کہ یہ پیش گوئی غزوۂ بدر کے موقع پر پوری ہوئی یا صلح حدیبیہ کے موقع پر۔

ذیل میں مستشرقین کے مذکورہ بالا اعتراضات کا جائزہ لیا جائے گا اور دلائل کی روشنی میں ان اعتراضات کی حقیقت واضح کی جائے گی۔

اعراب میں اختلاف

غلبہ روم کی پیش گوئی کے بارے روڈویل اور دیگر مستشرقین کا یہ کہنا کہ اعراب کے اختلاف کی وجہ سے یہ پیش گوئی مشکوک ہو گئی ہے، بالکل درست نہیں ہے، اس لیے کہ مستشرقین کے اعتراض اٹھانے سے قبل مستند مسلم مفسرین اور مصنفین اس نکتے کا جواب دے چکے ہیں۔ اب ذیل میں اس بارے مستند مسلم مفسرین نے جو موقف پیش کیا ہے اس کو تفصیل سے پیش کرتے ہیں:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ [17]

مسلم مفسرین کے مطابق ان آیات میں دو قرائتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قراءات مشہورہ / متواترہ

۲۔ قراءات شاذہ قراءات

متواترہ قراءات ایسی قرات کو کہتے ہیں جس کو روایت کرنے والی ایک بہت بڑی جماعت ہو، جس کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عادتاً محال ہو، اور یہ تعداد شروع سے آخر تک تمام طبقات میں پائی جائے۔ نیز ہر وہ قراءات بھی متواترہ قراءات ہو گی جو لغت عرب کی کسی وجہ کے مطابق ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی کے رسم کے موافق ہو، خواہ وہ موافقت تقدیراً ہی ہو اور بذریعہ تواتر منقول ہو یا وہ اس قدر مشہور و مستفیض ہو کہ محققین ائمہ قراءات کے نزدیک قبول عام کا درجہ حاصل کر لے۔ نیز اس کے ساتھ کئی ایسے خارجی قرائن بھی مل جائیں جو اس کی قطعیت پر واضح دلیل ہوں۔ ایسی تمام قراءات متواتر اور قطعی کے حکم میں ہے۔[18] اس کے مقابلے میں قراءات شاذہ سے مراد ایسی قراءات جو قراءات عشرہ متواترہ کے علاوہ اور ائمہ قراء کے ضوابط اصولیہ کے خلاف ہو۔ ابو عمرو عثمان ابن صلاحؒ قراءات شاذہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"قراءت شاذہ وہ ہے جو بحیثیت قرآن منقول ہو، لیکن نہ تو وہ تواتر سے ثابت ہو اور نہ ہی ائمہ قراءات کے نزدیک اسے قبول عام کا مقام ہو۔"[19]

مشہور قراءت میں (غُلِبَت) بصیغہ مجہول اور (سَیَغْلِبُوْن) بصیغہ معروف ہے، اور یہی جمہور کی قراءت ہے۔ قراءت شاذہ میں (غَلَبَت) بصیغہ معروف اور (سَیغْلَبُوْن) بصیغہ مجہول وارد ہوا ہے۔ تمام مستند مسلم مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ (غُلِبَت) غین کے ضمہ کے ساتھ ہے اور (سَیَغْلِبُوْن) یاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کا مطلب روم کا فارس پر عنقریب غلبہ مراد ہے جیسا کہ علامہ ابن جریر طبریؒ (م310ھ) اس بارے لکھتے ہیں کہ:

"لا يجوز غيره (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) بضم الغين، لإجماع الحجة من القرّاء عليه"[20]

"(غُلِبَت) کے غین پر ضمہ کے بارے قراء میں اجماع پایا جاتا ہے۔"

علامہ قرطبیؒ (م671ھ) نے اسی بات کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"(غُلِبْت) بضم الغين، وكان في هذا الإخبار دليل على نبوّة محمد ﷺ، لأن الروم غلبتها فارس، فأخبر الله عز وجل نبيه محمداً ﷺ أن الروم ستغلب فارس في بضع سنين، وأن المؤمنين يفرحون بذلك، لأن الروم أهل كتاب۔ "[21]

""غلبت" غین کے ضمہ کے ساتھ ہے اور ان آیات میں غلبہ رُوم کی پیش گوئی کا واضح ثبوت ہے کہ نو سال کے اندر اندر رومی فارسیوں پر غالب آ جائیں گے اور اس پر مومن بہت خوش ہوں گے۔"

بعد ازاں سَیَغْلِبُوْن کی قراءات پر بحث کرتے ہوئے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس کے یاء پر فتحہ کے ساتھ پڑھنے کے بارے لوگوں کا اجماع ہے اور اس سے مراد یہی ہے کہ رومی عنقریب فارسیوں پر غالب آجائیں گے۔

"وأجمع الناس على (سيغلِبون) أنه بفتح الياء، يراد به الروم."[22]

اس کے ساتھ ساتھ بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں قراءات شاذہ یعنی(غَلَبَت)بصیغہ معروف یا غین فتحہ کے ساتھ اور{سَیغْلَبُوْن} بصیغہ مجہول یا یاء ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس پر بھی بحث کی اور کہا ہے کہ اس طرح اس آیت کا مطلب یہ ہو گا رومی ایک دفعہ تو غالب آگئے ہیں مگر اس کے غالب آنے کے بعد رومی عنقریب مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہو جائیں گے۔ علامہ بیضاوی (م ۶۸۵ھ) نے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے قراءات شاذہ پر بھی بحث کی ہے، اس ضمن میں وہ رقم طراز ہیں:

"وقرى غلبت بالفتح وسيغلبون بالضم ومعناه ان الروم غلبوا على ريف الشام والمسلمون سيغلبونهم۔ "[23]

ان آیات میں قراءات شاذہ کے بارے امام ابی السعود محمد بن محمد العمادی (م ۹۰۱ھ) نے بھی اسی سے ملتے جلتے الفاظ لکھے ہیں:

"قري غلبت على البناء للفاعل وسيغلبون على البنا ء للمفعول والمعني ان الروم غلبت على ريف الشام وسيغلبهم المسلمون۔ "[24]

قراءات شاذہ کی اہمیت گو کہ قراءات متواتر جیسی نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ نے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات میں موجود متواتر اور شاذ قراءات پر تفصیلی بحث کی ہے اور ان قراءات کی تطبیق یوں بیان کی ہے:

"سو جاننا چاہیے کہ ان دونوں قراتوں کے معنی اگرچہ مختلف ہیں لیکن ان دونوں معنی میں تناقض اور تضاد نہیں، اس لیے کہ ہر قراءت میں ایک نئی چیز کی خبر دی گئی ہے اور عقلاً اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک فریق ایک زمانہ میں مغلوب ہو اور دوسرے زمانہ میں غالب ہو مشہور قراءت میں تو یہ خبر دی گئی ہے کہ رومی یعنی اہل کتاب اگرچہ ایرانیوں کے ساتھ مغلوب ہوگئے ہیں مگر عنقریب چند سال میں رومی (اہل کتاب) ایرانیوں پر غالب آئیں گے اس خبر کا ظہور بدر کے دن ہوا یعنی جب کہ (غُلِبَت) بصیغہ مجہول اور (سَیَغْلِبُوْن) بصیغہ معروف پڑھا جاوے، اور دوسری قرات میں (غَلَبَت) بصیغہ معروف اور (سَیغْلَبُوْن) بصیغہ مجہول پڑھا جاوے تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ رومی غالب آئے مگر اس غالب آنے کے بعد مسلمانوں کا روم پر فتح یاب ہونے کا ذکر ہے

کہ مسلمان عنقریب سلطنت روم کو فتح کر لیں گے اور اس پر غلبہ پاویں گے یہ دوسری بشارت ہے جس کا اسی قراءت میں ذکر ہے اور یہ بشارت آنحضرت ﷺ کے زمانہ سعادت میں واقع اور ظاہر نہیں ہوئی بلکہ شیخین (صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ) کے زمانۂ سعادت میں واقع اور ظاہر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خلیفہ دوم یعنی فاروقِ اعظمؓ کے ہاتھ پر پورا ہوا مشہور قراءت میں جس پیش گوئی کا ذکر تھا وہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سعادت میں پوری ہوئی اور قراءت شاذہ میں جس پیش گوئی کا ذکر ہے وہ فاروق اعظمؓ کے زمانہء خلافت میں پوری ہوئی۔"[25]

مزید لکھتے ہیں:

"بہر حال آیت میں دو قراءتیں ہیں اور ہر قراءت میں نئی بشارت کا ذکر ہے، پہلی بشارت یعنی رومیوں کا اہل فارس پر غلبہ یہ بشارت بدر کے دن پوری ہوئی اور دوسری بشارت یعنی رومیوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہونا یہ بشارت فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں پوری ہوئی کہ مسلمان رومیوں اور فارسیوں پر بیک وقت غالب آئے اور اللہ کی ہر خبر اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوئی۔ غرض یہ کہ چند روز بعد دونوں پیش گوئیاں پوری ہوئیں اور ہر پیش گوئی آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل تھی کہ مسلمان بے سروسامان تھے، مگر قیصر و کسریٰ جیسی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔"[26]

اس تمام بحث کا ماحصل یہ ہے کہ گو دونوں قراءتوں میں اختلاف اور تفاوت ہے لیکن تناقض اور تضاد نہیں، اس لیے کہ ہر قراءت میں ایک نئی بشارت کا ذکر ہے، جو اپنے اپنے وقت میں ظاہر اور پوری ہوئی۔

غلبۂ روم کی پیش گوئی کب پوری ہوئی؟

غلبۂ روم کی پیش گوئی کب پوری ہوئی اس بارے مستشرقین مخمصے کا شکار ہیں کہ آیا وہ غزوۂ بدر کا موقع تھا یا صلح حدیبیہ کا۔ جامع ترمذی میں مذکور حضرت ابو سعید الخذری سے مروی درج ذیل حدیث کے مطابق یہ پیش گوئی غزوۂ بدر کے موقع پر پوری ہوئی:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَنَزَلَتْ: (الم. غَلَبَتِ الرُّومُ) إِلَى قَوْلِهِ: (يفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ) قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسَ۔"[27]

"حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن رومیوں نے فارسیوں پر فتح حاصل کی جس پر اہل ایمان بہت خوش ہوئے اور ان آیات میں يفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ سے مراد رومیوں کا

فارسیوں پر فاتح ہونا ہے۔"

اسی طرح مسلم مفسرین کی ایک کثیر تعداد نے "یفرح" سے یہ ہی مراد لیا ہے کہ جس دن غزوۂ بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے مقابلے میں کامیابی سے نوازا اسی دن رومیوں نے فارسیوں پر غلبہ پایا۔ اس بارے میں علامہ طبریؒ لکھتے ہیں:

"(وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّهِ) يقول: ويوم يغلِب الروم فارس يفرح المؤمنون بالله ورسوله بنصر الله إياهم على المشركين، ونُصْرة الروم على فارس { يَنْصُرُ } اللّهُ تعالى ذكره { مَنْ يَشاءُ } من خلقه، على من يشاء، وهو نُصرة المؤمنين على المشركين ببدر۔ "[28]

اسی طرح علامہ زمخشری[29]، علامہ قرطبی[30] اور دیگر معروف مفسرین نے جامع ترمذی کی اسی روایت کو بنیاد بنا کر غزوہ بدر والے دن ہی غلبۂ روم کی پیش گوئی کی تکمیل کا موقف اختیار کیا ہے۔ قاصد نبوی حضرت دحیہ بن کلبیؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام کا دعوت نامہ لے کر قیصر کے پاس شام پہنچے جب قیصر رومیوں کی فتح کی خوشی میں اپنی نذر پوری کرنے کے لیے پیدل بیت المقدس میں آیا ہوا تھا تو بعض لوگوں نے قیاس کیا کہ شاید غلبۂ روم کی پیش گوئی کے پورا ہونے کا یہی زمانہ ہے۔ سید سلیمان ندویؒ نے اس مغالطے کا رد بہترین انداز میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"غزوۂ بدر ہجرت کے پہلے سال اور بعثت کے چودھویں سال پیش آیا۔ اس سے ۹ برس پہلے بعثت کا پانچواں سال ہو گا۔ اس بناء پر پیش گوئی کا زمانہ ۵ بعثت اور اس کے پورے ہونے کا زمانہ ۱۴ بعثت یا ۱ھ ہے۔ بعض لوگوں نے اس پیش گوئی کے پورے ہونے کا زمانہ صلح حدیبیہ کا سال یعنی ۶ھ بیان کیا ہے، یہ صحیح نہیں۔ شاید لوگوں کا اس سے دھوکا ہوا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ قاصد نبوی جب اسلام کا دعوت نامہ لے کر قیصر کے پاس پہنچ گیا تو وہ اس وقت فتح کے اظہار تشکر کے لیے شام آیا ہوا تھا اور معلوم ہے کہ قاصد صلح حدیبیہ کے زمانے میں روانہ ہوئے تھے۔ اس لیے لوگوں نے یہ سمجھا کہ حصول فتح کی بھی یہی تاریخ ہے۔ مگر یہ مغالطہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ فتح مکہ کی تاریخ نہیں بلکہ فتح کے جشن کی تاریخ ہے، رومی تاریخ کی مطابقت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ۶۰۹ء میں آپ کی بعثت ہوئی، ۶۱۰ء سے روم و فارس کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی، ۶۱۳ء سے اعلان جنگ ہوا، ۶۱۴ء سے رومیوں کی شکست کا آغاز ہوا، ۶۱۶ء میں رومی شکست تکمیل کو پہنچ گئی، ۶۲۲ء سے پھر رومیوں نے حملہ شروع کیا، ۶۲۳ء سے ان کی کامیابی کا آغاز ہوا اور ۶۲۵ء میں ان کی فتح تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس ترتیب سے دیکھیے تو ظاہر ہو گا کہ اس پیش گوئی کی خوبی یہ ہے کہ آغاز شکست سے آغاز فتح تک جوڑیے تو بھی وہی نو برس ہو گئے ہیں اور اگر انجام شکست آغاز فتح تک جوڑیے تو بھی وہی نو برس ہو

گئے ہیں اور اگر انجام شکست سے آغاز فتح تک جوڑیے تو بھی ۹ ہی برس ہوں گے۔"[31]

حاصل بحث

قرآن مجید ایک عظیم معجزہ ہے اور علماء کے نزدیک اعجاز قرآن کے متعدد وجوہ ہیں جن میں سے ایک اس میں مذکور پیش گوئیاں ہیں۔ غلبہ ُروم کی پیش گوئی قرآن مجید میں مذکور واضح ترین پیش گوئیوں میں سے ہے جس کا وقت معیّن کے اندر پورا ہونا ایک بے مثل معجزہ ہے۔ اسی پیش گوئی کی وجہ سے مخالفین اور معاندین قرآن مجید کی حقانیت کے معترف ہو گئے اور کئی غیر مسلموں نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

قرآنی پیش گوئیوں کو اعجاز قرآن کا ایک پہلو شمار کرنے اور ان کی اہمیت و حقانیت کو تسلیم کرنے کے حوالے مستشرقین میں مختلف رجحانات پائے جاتے ہیں۔ بعض اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ایک بڑا گروہ اس پر سخت معترض اور اس کا منکر ہے جس میں روڈویل، بونر، ویری شامل ہیں۔ ان مستشرقین کا عمومی اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں فتح اور خوشی منانے کی حتمی تاریخ کا تعین نہیں کیا گیا لہٰذا یہ پیش گوئی مبہم ہے اور قرآن کریم کا اعجاز نہیں کہلائی جا سکتی۔

مسلم علماء اور محققین اس حوالے سے واضح مؤقف رکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی نہایت اہم اور قرآن مجید کے معجزات میں شمار ہوتی ہے اور اگر آیت کے الفاظ کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو تمام باتیں واضح ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کا ابہام دور ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ غلبہ روم کی پیش گوئی قرآن مجید کے مخصوص انداز بیان و تخاطب کی ایک واضح نظیر ہے۔

اس پیش گوئی کے حوالے سے اگرچہ واضح تاریخوں کا تعین نہیں پایا جاتا لیکن مختلف روایات حدیث و تاریخ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ترجیحاً یہ پیش گوئی غزوہ بدر کے موقع پر پوری ہوئی اور اس پیش گوئی کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ قرآن مجید میں مذکور الفاظ اور ان کی نبوی تشریح "نو سال" کے عین مطابق نو سال کے عرصے میں پوری ہو گئی۔ اس پیش گوئی کی یہی خوبی اس کے قرآن مجید کا اعجاز ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ البخاری، محمد بن اسماعیل (م256ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی ﷺ بعثت بجوامع الکلم، دار السلام للنشر والتوزیع، طبع اولیٰ 1417ھ / 1997م، ریاض، حدیث: 7274، ص 1524-1525،

2۔ بوصیری، محمد بن سعید بن حماد الصنہاجی، دیوان البوصیری، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، 1955ء، ص 196

3۔ زرکشی، بدر الدین، محمد بن عبد اللہ (م794ھ)، البرھان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت، س ن، 4/ 109

4۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مترجم: رشید احمد انصاری، المیزان ناشران، لاہور، س ن، ص 73-72

5۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 1972ء، 3/ 570

6۔ طبری، ابن جریر، محمد بن یزید بن کثیر ابو جعفر (م310ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، محقق: احمد محمد شاکر، موٴسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2000ء، 66/20

7۔ زمخشری، ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر (م528ھ)، تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، دار الکتاب العربی، بیروت، س ن، ص825

8۔ ابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء، حافظ (م703ھ)، تفسیر القرآن العظیم، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2006ء، 184/4

9۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ (م279ھ)، امام، جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورۃ الروم، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، طبع الثانی 1421ھ/2000م، حدیث: 3193، ص725

10۔ منصور پوری، سید سلیمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد، س ن، 302/3

11۔ کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن، مکتبہ معارف، کراچی، سندھ، 1442ھ، 125/6

12. Gibbon, Edward, *"Decline and Fall of the Roman Empire"*, Modern Library New York, 2/788

13. Rodwell, J. M. *"The Koran"*, J.M. Dent and Sons Ltd, London, 1950, p. 210

14. Michael Bonner, *"Apocalypse"*, Encyclopedia of Qur'an, Brill, Boston, 2002, 1/527

15. Wherry, E. M. A. *"THE QURAN"*, Kegan Paul, 1896, 3/284

16. Nadia Sheikh, *"Apocalypse"*, Encyclopedia of Qur'an, Brill, Boston, 2002, 2/527

17۔ سورۃ الروم: 30/1-6

18۔ ابن جزری، ابو الخیر، محمد بن محمد (م833ھ)، منجد المقرئین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1980ء، ص15

19۔ الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، 481/1

20۔ طبری، ابن جریر، محمد بن یزید بن کثیر ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، 66/20

21۔ قرطبی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی (م 671ھ)، الجامع لاحکام القرآن، محقق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، موٴسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2006ء، 397/16

22۔ ایضاً

23۔ بیضاوی، ناصر الدین، عبد اللہ بن عمر (م1286ھ)، انوار التنزیل واسرار التاویل، مکتبہ مصطفی البانی الحلبی واولادہ مصر، 1939ء، 22/2

24۔ ابی السعود، محمد بن محمد العمادی، امام، (م901ھ)، تفسیر ابی السعود، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، 7/49-50

25۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مترجم: مولانا عبد الشکور فاروقی مجددی، قدیمی کتاب خانہ، کراچی، 265/1

26۔ ایضاً

27۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورۃ الروم، حدیث: 3192، ص725

28۔ طبری، ابن جریر، محمد بن یزید بن کثیر ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، 66/20

29۔ زمخشری، ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر، تفسیر الکشاف، ص826

30۔ قرطبی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، 398/16

31۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، 3/574-575